ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر ماجد مشتاق
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر سمیع اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
عبداللہ رضا
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ناول "آنگن" کے دو جاندار کردار 'اسرار میاں' اور 'چھمی' کا تجزیاتی مطالعہ

Dr. Majid Mushtaq *
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.
Dr. Samiullah
Assistant Professor, Department of Persian, Govt. College University, Faisalabad.
Abdullah Raza
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.
***Corresponding Author:** abuahmadrai@yahoo.com

An Analytical Study of the Two Important Characters "Asrar Mian" and "Chhammi" of Novel "Aangan"

Khadija Mastoor is well known fiction writer. She belongs to a family of writers. Her novels and short stories reflect the life with depth. Novel Nigari is a famous novel in history of Urdu literature. This article having critical approach towards its characters. Asrar Mian and Chhammi are the characters, which highlights the civilization and its different angles. After this article these characters can be analyze with their social and civic importance.

Key Words: *Sub-Continent, Civilization, English Government, Characters, Sensitive Character, Love, Society.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

برصغیر کی تقسیم کے تناظر میں لکھا جانے والا ادب الگ نہج اور زاویہ رکھتا ہے۔اس حوالے سے نثر و نظم دونوں میں شاہکار تخلیقات سامنے آئیں۔افسانہ،ناول، نظم،غزل تمام تر اصناف میں اس واقعہ کو موضوع بنا کر ادیبوں اور شاعروں نے اپنے جذبات و احساسات کو پیش کرنے کی کوشش کی۔اردو ناول میں ''اداس نسلیں''، ''دستک نہ دو''اور ''آنگن''جیسے لازوال ناول پیش کیے گئے۔ناول ''آنگن'' خدیجہ مستور کے ادبی کارناموں میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔خدیجہ مستور نے ادب کو اپنے قلمی کارناموں سے مزین کیا۔اُن کا تعلق ایک علمی و ادبی گھرانے سے تھا۔ان کی والدہ 'انور جہاں' کو لکھنے لکھانے کا شوق تھا اور ان کی کہانیاں عورتوں کے رسائل میں چھپتی تھیں۔ان کے والد تہور احمد خاں پیشے کے اعتبار سے ویٹرنری ڈاکٹر تھے(۱) مگر ان کی دوستی شاعروں ادیبوں سے تھی۔گھر میں لکھنے پڑھنے کا ماحول تھا۔تہور احمد خاں کی وفات کے بعد انور جہاں نے مصطفیٰ خان مداح سے شادی کی جو خود اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔بوجوہ اپنا نام تبدیل کر کے 'احمق پھپھوندوی' کے نام سے مزاحیہ شاعری میں نام کمایا۔(۲)

خدیجہ مستور کا گھرانہ ادبی حوالے سے اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔مصطفیٰ خان مداح، انور جہاں (والدہ) کے علاوہ ان کی بہنوں حاجرہ مسرور اور عائشہ جمال نے بھی افسانوی ادب میں نام کمایا۔بھائی خالد احمد نے بطور شاعر اور مدیرِ اعلیٰ، علمی و ادبی نقوش چھوڑے۔بالخصوص حاجرہ مسرور نے اس دور میں اپنی شناخت بنائی جب خواتین کے لیے گنجائش بہت کم تھی۔ان کے بارے میں شمیم ظفر رانا لکھتی ہیں:

> ''ہاجرہ ایک حساس اور باشعور افسانہ نگار ہیں، ان کے فن میں ایسی گہرائی ہے جو دوسرے افسانہ نگاروں کے ہاں کم ملتی ہے۔ان کے کرداروں کا جنسی شعور جسمانی مظاہرے سے بہت آگے نکل جاتا ہے۔''(۳)

خدیجہ کے میاں ظہیر الدین بابر بھی افسانہ لکھتے تھے اور احمد ندیم قاسمی کے بھانجے تھے۔اس عظیم ادبی روایت کے حامل گھرانے کی امین خدیجہ مستور نے اردو ادب میں اپنے لیے الگ پہچان بنائی۔ان کے ناول ''آنگن''اور ''زمین''جب کہ افسانوی مجموعے ''کھیل''، ''بوچھار''، ''چند روز اور''، ''تھکے ہارے''اور ''ٹھنڈا میٹھا پانی'' اُردو کی ادبی تاریخ کا اہم باب ہیں۔

خدیجہ مستور کا ناول ''آنگن'' تقسیمِ ہند کے اہم واقعہ کے پس منظر میں تخلیق کیا گیا اور ادب میں خدیجہ مستور کی پہچان بنا۔اس ناول کی کہانی متحدہ ہندوستان کے آخری عہد اور تقسیم کے بعد کے اولین دنوں کی کہانی ہے اور مسلم گھرانے کے گرد گھومتی ہے۔اس ناول کو کئی حوالوں سے دیکھا اور پرکھا گیا۔نقادوں نے اسے ناکام محبت کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہانی قرار دیا تو کسی نے تانیثی جذبے کی عکاسی بیان کیا، کسی نے اسے برصغیر کے مسلم گھرانوں سے وابستہ کر کے تہذیبی رنگ دیا تو کسی نے ان کے کرداروں کو سیاسی تناظر میں دیکھا۔ کسی ادب پارے کی عظمت اسی میں پوشیدہ ہے کہ اس میں ناقدین کے لیے تلاش کرنے کے لیے مختلف جہات اور پہلو موجود ہوں۔ اس اعتبار سے ناول کے میدان میں جن گنے چُنے ناولوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا "آنگن" ان میں سے ایک ہے۔

اس ناول کے مرکزی کرداروں میں 'عالیہ' اور 'جمیل' شامل ہیں جبکہ دیگر کرداروں میں تہمینہ آپا، عالیہ کی ماں، تائی اماں (جمیل کی اماں)، بڑے چچا (عالیہ کے تایا اور جمیل کے والد) شامل ہیں۔ ان کے علاوہ صفدر بھائی (عالیہ کا پھپھو زاد)، کریمن بوا، شکیل (جمیل کا بھائی)، دادی اماں، کسم دیدی شامل ہیں۔ کہانی میں شامل کردار اسرار میاں اور چھمی ان کے کرداروں سے الگ اور منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کی عکاسی کے علم بردار اور جاندار کردار ہیں۔ ناول کے کرداروں کے حوالے سے ڈاکٹر ممتاز احمد خاں لکھتے ہیں:

> "کردار دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک مکمل کردار Round اور دوسرا سپاٹ Flat کردار۔ مکمل کردار بدلتے رہتے ہیں۔ ان پر خارجی اور داخلی اثرات مرتب ہوتے ہیں جب کہ سپاٹ کردار ایک طے شدہ فطرت لے کر آتے ہیں۔ وہ زمین جنبد نہ جنبد گُل محمد کی مانند اپنی فطرت کو بدلنے نہیں دیتے۔ وہ سدا ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے قاری کو غواصی نہیں کرنا پڑتی کہ ان کی گہرائی میں پہنچ کر انسانی نفسیات کے رمز یہ پہلو دریافت کرے۔"(۴)

ناول کے کرداروں کے حوالے سے یہ بنیادی تخصیص ہے اور اسپاٹ کرداروں میں پیدا کردہ مصنوعی دل کشی اور جاذبیت پر سوالیہ نشان کی صورت سامنے آتی ہے۔ بدقسمتی سے اُردو ادب میں ایسے نقادوں کی اکثریت ہے جن کے نزدیک ہیرو اور ہیروئے کرداری خصائص ہی تنقید کا اوڑھنا بچھونا ہیں، وہ ناول کو اسی حوالے سے پرکھتے اور اس تعین کو کُل کائنات سمجھتے ہیں کہ کون سا کردار ہیروئکا ہے اور کون سا ولن کا۔ کردار اور کرداروں کے خصائص کے حوالے سے ڈاکٹر مجید بیدار نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے، کرداروں کی تخصیص کے دائرے کو بڑھایا ہے۔ وہ مرکزی، ثانوی، ذیلی، طفیلی وغیرہ کے ساتھ ساتھ غالب کرداروں کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا مذکورہ بالا کرداروں کے حوالے سے ذکر انتہائی اہم ہے۔ وہ 'غالب کردار' کے تحت بیان کرتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

> ''اپنے کردار اور عمل سے دوسروں پر اثر انداز ہونے والے کرداروں کو غالب کردار کا درجہ دیا جاتا ہے۔غالب کردار عموماً اثر انداز ہونے اور متاثر کرنے کے علاوہ کامیابی اور فتح مندی کو اجاگر کرنے کی خصوصیت رکھتے ہیں۔''(۵)

یہ رائے بہت اہمیت کی حامل ہے کہ کیا اس تعریف کی روشنی میں غالب کردار صرف وہی ہوں گے جو کہانی میں ظاہری طور پر رُعب دار اور پُر شکوہ نظر آئیں۔اگر ایا ہے تو ناول ''آنگن''میں نجمہ پھپھو کا کردار ہی غالب کردار کہلائے گا۔جو اپنی انگریزی دانی اور پروفیسری کا دبدبہ دکھاتی اور گھر کی دیگر خواتین بالخصوص مرکزی کردار عالیہ کو دبانے کی کوشش میں لگی رہتی ہیں۔ کبھی اُسے اُردو کے ساتھ پڑھنے کے طعنے، کبھی اس کے لباس اور روایتی پن پر چوٹ،رشتے ناتے ان کے نزدیک اہمیت نہیں رکھتے۔ظاہراً تو یہ کردار دبدے کی مثال ہے مگر کہانی کے اعتبار سے اس کردار کا تعارف تہذیبی تناظر میں انگریزی ماحول اور سروکار کی مرعوبیت سے زیادہ کچھ نہیں۔ناول میں ان کا کردار دیگر کرداروں کی طرح جگہ بناتا بھی نظر نہیں آتا۔ناول کے ابتدائی حصے کے دو مختصر نسوانی کردار تہمینہ اور کُسم قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں۔مگر نجمہ پھپھو کے کردار میں یہ تاثر کہیں پیدا ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔چناں چہ غالب کردار کی وضاحت ماحول یا مکالمہ کی سطح پر اثر انداز ہونے کی بجائے کہانی پر اثر انداز ہونے کی صورت میں زیادہ دل چسپ معلوم ہوتی ہے۔

ناول ''آنگن'' کے حوالے سے اس کے کرداروں کا ذکر کرتے ہوئے بھی عالیہ اور جمیل کی مرکزیت نقادوں کے ملحوظ رہی اور اس شعوری کوشش میں وہ بہت سے کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے دکھائی نہیں دیتے۔ناول کے کرداروں کے حوالے سے ایسے کردار جن سے انسانی حسیات اور ہمدردی کا پہلو نکلتا ہے دراصل یہ کردار زندگی کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور قاری ان کرداروں میں اپنے جذبات کو پلتا دیکھتا ہے۔اس حوالے سے عبدالقادر سروری تحریر کرتے ہیں:

> ''عمدہ ناول قاری کے دل میں ایک ایسا احساس پیدا کر دیتے ہیں جو دنیا کی تہذیب کے بنانے کا رفیع الشان ذریعہ بن جاتا ہے۔اسی احساس کو عموماً لفظ ہمدردی سے موسوم کیا جاتا ہے۔لیکن یہ حسی کیفیت نہایت پُر معنی ہونے کے علاوہ ایک وسیع مفہوم کی حامل ہوتی ہے۔''(۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

ناول ''آنگن'' کا ایک اہم اور جاندار کردار 'اسرار میاں' کا ہے۔اس ناول میں اس کردار کا براہِ راست کہانی پر اثر کم دکھائی دیتا ہے مگر قیامِ پاکستان سے پہلے کی تہذیبی زندگی کا عکاس ہے۔اسرار میاں کا تعارف ہی اس کردار کی معاشرتی حیثیت واضح کرتا دکھائی دیتا ہے۔عالیہ کے دادا کی خوش حالی کے ساتھ جڑا ہوا تہذیبی بدنما داغ اس کردار کی بنیاد ہے۔روپے پیسے کی ریل پیل نے جہاں خوش حالی کی مثالیں قائم کیں وہیں جنسی استحصال کے امکانات بھی دولت مندی کے احساس کے دامن میں پلتے رہے۔عالیہ کے دادا کی داشتاؤں سے پیدا ہونے والے بچے ہیضے سے مر گئے مگر اسرار میاں عبرت کی مثال بن کر زندہ رہے۔اس کردار کا اپنے ماحول میں معنویت سے بھرپور حصہ ہے۔صفدر کی ماں (عالیہ کی پھپھو) کا گھر سے بھاگ کر شادی کرنا جہاں خاندان کی تباہی کی بنیاد بنا وہاں انسانی زندگی کی پامالی کا باعث بنا۔اس خوش حالی کے جانے کا قلق مصنفہ نے بیانیہ تکنیک کے ذریعے عالیہ کی ماں کے ذریعے ادا کرایا۔وہ جہاں صفدر سے نفرت کی وجہ اس کی ماں سلمہ اور اس کے گھر سے فرار کو اپنی ممکنہ سلطنت کے چھن جانے کا باعث قرار دیتی ہیں وہیں اسرار میاں کا تعارف بھی کراتی ہیں:

> ''تمھارے دادا کو جانے کیا ہوا کہ اسی وقت اپنی داشتاؤں کو گھروں سے نکال دیا اور گاؤں سے چلے جانے کا حکم بھجوایا۔دادی کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ صرف داشتائیں جائیں مگر ان کے بچے نہیں جائیں گے۔اس لیے کہ وہ ان کے شوہر کا خون تھے۔تینوں لڑکے گھر آ گئے۔توبہ ان کی صورتیں دیکھ کر گھِن آتی تھی۔دونوں چھوٹے لڑکے ایسے ندیدے تھے کہ برسات کے دنوں میں مکھیوں کی بھنکی ہوئی جو ٹھی گٹھلیاں چُوس چُوس کر ہیضے سے مر گئے۔شکر ہے مر گئے ورنہ کیا پتہ کہ تمھارے ابا، آج کلیجے سے لگا کر کالج میں پڑھوا رہے ہوتے۔بڑا لڑکا دوڑ دوڑ کر گھر کے کام کرتا۔''(۷)

اسرار میاں کی زندگی کا آغاز اور بے بسی کی تصویر بننے تک کا سفر کیسا بھیانک ہے۔اس کے والد کی عیاشی سے جنم لینے والے بچوں کی طرح وہ اس دعوے کی بنا پر ماں سے دور کر دیا گیا کہ اس کی رگوں میں شریف اور باعزت شخص کا خون ہے۔مگر یہ دعویٰ اس رویے کے سامنے کچھ معنی نہیں رکھتا کہ خون پر دعویٰ جمانے والے برسات میں مکھیوں سے بھنکی آموں کی گٹھلیاں کھانے پر مجبور کر دیے جائیں اور موت کے منہ میں جاتے ہوؤں کے خون کا احساس تک نہ ہو۔اسرار میاں بھاگ بھاگ کر کام کرتے بچے سے بیٹھک میں پڑے ایک بے جان پُتلے کی صورت اس تہذیب کے منہ پر طمانچہ ہیں جس پر فخر کرتے ہوئے مہذب انسانوں کی سانس سرپٹ دوڑتی ہے۔اسرار میاں کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

کردار کہانی سے براہِ راست متعلق دکھائی نہیں دیتی مگر اس دور کی عکاسی میں مدد ضرور ہے۔ناقدین نے ''آنگن'' کے تناظر میں اس ناول کو سیاسی منظر نامہ سے جوڑا مگر اس ناول کا اہم پہلو جو تہذیبی زوال کی طرف اشارہ کرتا ہے، درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا۔اس تہذیبی زوال کی علامت اسرار میاں کا کردار ہے۔ناول کا کوئی دوسرا کردار حالات کی صحیح تصویر کشی کرے یا نہ کرے مگر اسرار میاں کے کردار میں وہ گہرائی ہے کہ قاری اس کی پرتیں کھولتے ہوئے نئی دنیا سے آشنا ہوتا ہے۔مصنفہ نے اس کردار میں کئی زاویوں سے سنجیدہ سوال چھوڑے ہیں۔گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والی سلمہ کا بیٹا صفدر اپنے ماموں کی توجہ کا مرکز ہے اور کالج میں پڑھتا دکھائی دیتا ہے۔بیوی کی مخالفت کے باوجود، اس کی تعلیم متاثر نہیں ہوتی اور مظہر میاں اُسے داماد بنانے پر بھی آمادہ دکھائی دیتے ہیں تو دوسری طرف اسرار میاں کی وکالت اس حد تک نظر آتی ہے کہ بڑے چچا اُسے گھر سے نکلنے سے بچا لیتے ہیں مگر بیٹھک سے آنگن تک نہیں لا پاتے۔دوسری اہم بات اسرار میاں کی رگوں میں خون اُسے اپنی ماں سے دور کر دیتا ہے مگر اس خون پر یہ بھروسہ نظر نہیں آتا جو رشتوں کی حُرمت جانتا ہو اور اُسے مخصوص مقام پر مقید ہونا پڑے۔تیسری بات کہ جب عالیہ کا جی چاہا کہ ان سے ملے، انھیں چچا کہہ کر پکارے اور وہ اسرار میاں کی طرف بڑھتی ہے تو اسرار میاں مُنہ دوسری طرف کر کے 'پردہ ہے بٹیا' چلاتے ہیں۔کیا یہ سوال اہم نہیں کہ رشتوں کا احساس رکھنے والا اسرار میاں اس قدر ذلت کا مستحق کیوں گردانا جاتا ہے۔مصنفہ نے اس کردار کے مقابل کریمن بوا کو کھڑا کیا ہے جو گھر کی ملازمہ ہے۔کریمن بوا کا اسرار پر چلانا اور گھر بھر کے سامنے اُس کی تحقیر کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ اس گھر کے افراد میں وہ حِس موجود نہیں جو اُسے بطور رشتہ دار تو دُور بطور انسان ہی عزت دلا سکے۔

ایسے اہم پہلو اُس کردار میں ایسی جاذبیت اور تجسس پیدا کرتے ہیں کہ وہ اس ناول کے مرد کرداروں میں اپنی انفرادیت کے ساتھ کھڑا دکھائی دیتا ہے۔اس کے مقابلے میں صفدر کے کردار میں رونما ہونے والی تبدیلی، جمیل بھیا کا سیاسی شعور، بڑے چچا کا گھر کے لیے سائبان بننا سب ہی کم تر دکھائی دیتے ہیں۔اسرار میاں کے لیے بڑے چچا کی بدولت چھت میسر ہونا اور کریمن بوا کی بک بک جھک جھک کے بعد کھانا ملنا ہی کل کائنات ہے۔اس کردار میں ایسی کشش ہے کہ جسے ہمدردی سے تعبیر کر کے اس کی مکمل اور جامع تصویر نہیں بنائی جا سکتی البتہ بقول عبدالقادر سروری یہ حِسی کیفیت زندگی کے مفہوم کی وسیع تر تعبیر بن کر سامنے آتی ہے۔گھر کی خوش حالی کا بدحالی میں بدلنا یہاں تک کہ بنیادی سہولیات کا بھی فقدان دکھایا گیا ہے۔بجلی کے کنکشن کی بحالی بھی ایک معرکہ نظر آتا ہے، ان حالات میں بھی اسرار میاں اُسی نہج پر نظر آتے ہیں جہاں اُسے روٹی اور مکان نہیں بلکہ اس گھر اور رشتوں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

سے وابستگی باندھے ہوئے ہے۔ بچپن میں بھاگ بھاگ کر کام کرنے والا لڑکا، جوانی اور ادھیڑ عمری میں بھی اسی خلوص کا مظہر نظر آتا ہے۔

اس کردار کو شاید اس لیے وقعت فراہم کی گئی کہ ناقدین نے ناول کو صرف برصغیر کی تقسیم کے تناظر میں دیکھا اگر وہ مسلم گھرانے کے بٹوارے سے لمحہ بھر کے لیے نظر ہٹاتے تو وہ دراڑ بھی نظر آتی جہاں خود ساختہ پیمانوں سے اس خلیج کے پار کھڑا اسرار بھی نظر آتا جو تمام تر کوششوں کے باوجود بھی عزت جیسے لفظ سے مانوس نہیں ہے۔ بڑے چچا کے اُترے کپڑے پہن کر بیٹھک میں موجود لوگوں کے سامنے موجود رہ کر بھی اس گھر کا بھرم رکھنے کا مظہر یہ کردار دوسرے تمام کرداروں سے بھاری بھرکم نظر آتا ہے۔ ناول کے اختتام پر جہاں چھمی کا خط باقی حالات کو سمیٹتا ہے وہاں اسرار میاں کے کردار کو بھی لپیٹتا ہے۔ بڑے چچا کے قتل کے بعد کریمن بوا نے اُسے گھر سے نکال دیا۔ مصنفہ نے اس دائرے کو کیا کمال مہارت سے مکمل کیا ہے کہ اُسے گھر میں رکھا کس نے اور کیوں تھا اور نکالا کس نے اور کیوں؟

گھر سے نکلتے ہوئے اسرار میاں کی رگوں میں وہی خون تھا جو اُسے اس گھر میں رکھتے وقت تھا۔ دادی شان و شوکت کی مالک تھی ایک حکم سے یہ فیصلہ صادر ہوا کہ بچے اُس کے میاں کا خون ہیں وہ نہیں جائیں گے۔ گھر سے نکالنے کے لیے گھر کے کسی فرد کی خواہش کا عمل دخل نہیں ہے۔ اُسے اس بے دخلی کا حکم نامہ گھر کی ملازمہ نے دیا اور بڑے چچا کے بعد گھر سنبھالنے والا جمیل اس منظر میں کہیں نہیں کہ وہ اسرار میاں کے لیے وہ چھت جو کسی قید خانے سے کم نہیں بحال رکھ سکتا۔ اسرار میاں کے کردار کو ناول میں جس غیر محسوس انداز میں سمویا گیا ہے وہ وقتاً فوقتاً ایسے کچوکے لگاتا ہے کہ انسانی عقل، شعور، تعلیم، تربیت، خاندانی وقار، عظمت، سفید پوشی اور احترامِ انسانیت جیسے سارے پیمانے فیل دکھائی دیتے ہیں۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ناول کا ماحول تقسیم کے تناظر میں معنویت کی مثال ہے مگر اس جاندار اور اہم کردار کو غور سے دیکھا جائے تو انسانی عروج و زوال کے اہم پہلو سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

اس ناول کا دوسرا اہم جاندار کردار 'چھمی' کا ہے۔ ماں کی وفات اور باپ کی دوسری شادی کے بعد اس آنگن میں چھمی کی حیثیت کسی ملازمہ سے زیادہ دکھائی نہیں دیتی۔ مگر اس کردار کی تہ داری نے اسے ناول کا سب سے دل کش اور توانا کردار بنا کر پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر احسن فاروقی نے اس کردار کو سراہتے ہوئے لکھا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

''ناول میں سب سے زیادہ جو نفسیاتی نقطۂ نظر سے چونکا دینے والا اور دل چسپ قصہ چھمی ہی کا ہے اور کمال یہ ہے کہ تعجب انگیزی کے ساتھ اس کی قرین قیاسی کسی طرح کم نہیں ہوتی۔شاید اس سے بہتر حقیقت اور خواب کو ملانے کی مثال اردو ناول نگاری میں کہیں نہ ملے گی۔''(۸)

اس رائے میں ڈاکٹر احسن فاروقی نے بڑے ملفوف انداز میں چھمی کے کردار کو پیش کیا ہے۔اس کردار کو محض نفسیاتی نقطۂ نظر سے ہی نہیں بلکہ ارد گرد کے ماحول سے اپنے مطلب کشید کرنے، مضبوط قوتِ ارادی اور اپنے راستے کو مسدود کرنے والے عوامل کی بنا پر لازوال کردار کہا جا سکتا ہے۔اس کے برعکس ڈاکٹر محمد عارف نے ''آنگن'' کے لیے عالیہ کے کردار کو بطور ہیروئے پیش کیا ہے:

''یوں خدیجہ مستور ہیروئے منصب پر ہیروئن کو فائز کرتی ہیں۔ گویا مرد کے سماج میں انھیں کسی مرد پر پورا اعتبار نہیں کہ وہ آدرش کی راہوں میں ثابت قدم رہے۔''(۹)

ڈاکٹر احسن فاروقی کی رائے اور ڈاکٹر محمد عارف کی رائے دو بُعد ہیں۔ آخر الذکر نے ناول کو خالصتاً تانیثیت کے پیرائے میں پرکھا اور ناول کی مکمل بساط اور اس کے مہروں کے عوامل کو مخصوص زاویۂ نگاہ پر قربان کر دیا۔یہ ناول قصے کو لے کر چلا وہاں عالیہ کی ماں، دادی اماں کا جاہ و جلال، نجمہ پھپھو کی خود مختاری، مرد اور عورت کے درمیان سماجی خلیج کو متزلزل کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف چھمی کا کردار ڈاکٹر محمد عارف کے قول پر سوالیہ نشان ہے۔ چھمی اسی سماج میں زندہ اور آدرش پر ثابت قدمی کی مثال ہے۔اسی سماج میں طلاق یافتہ عورت کی معاشرتی حیثیت کو بھی پاؤں تلے روندنے والی چھمی آدرش اور ارادوں کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہے تو دیکھنا پڑے گا کہ کیا ظاہری پیمانوں پر پرکھ کر کوئی تھیسس قائم کر لینا تنقید کے منصب کے لیے جائز ہے۔

چھمی کے کردار کو مکمل دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ انسانی رشتوں میں تفریق اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے تمام پہلوؤں سے آشنا ہے۔ محرومیوں میں گھری چھمی گھر بھر کے کام کرتی، دادی اماں کی خدمت کرتی نظر آتی ہے تو اپنے سوتیلے بھائیوں کے لیے کم و بیش وہی جذبات رکھتی ہے جو دادی اماں کے اپنے میاں کے ناجائز بچوں کے ساتھ تھے۔اس کا کردار باغیانہ رویے کی مثال بنتا ہے تو مصنفہ اُس کے منہ سے کہلاتی ہے:

''بھئی جو ہم سے محبت کرے گا ہم اس سے محبت کریں گے یہ تو بدلہ ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔''(۱۰)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ جذبہ چھمی کے کردار میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ جمیل جو عالیہ کی محبت پانے کے لیے اپنی ذات کے حوالوں کو بھلا کر محبت کا خواستگار ہے، پر طنز ہے۔ چھمی محبت کو خیرات نہیں بننے دینا چاہتی۔ بڑے چچا کی مخالفت ،گلی کے بچوں کو جمع کر کے کانگریس کے خلاف نعرے اور مسلم لیگ کی حمایت کا پرچار اس کا سیاسی شعور نہیں بلکہ اسی محبت کا اظہار ہے جو اُسے جمیل سے ہے۔ بڑے چچا اور جمیل کے سیاسی نظریے میں اختلاف سے اسے کوئی سروکار نہیں، وہ جناح یا گاندھی سے واقف نہیں اگر کسی سے واقف ہے تو بس 'جمیل' جس کی محبت پانے کے لیے بڑے چچا کی مار بھی قبول ہے۔ جوتے کھانے کے بعد اُس کا خاموش ہونا، باغیانہ روش کی نفی ہے، وہ یہ ظلم اس طرح برداشت کرتی ہے وہ جیسے انعام ہو۔ اُسے یہ بتانا اور جتانا ہے کہ محبت اور محبوب کے لیے ذلت اور رسوائی معانی نہیں رکھتے۔

جمیل اور چھمی کے درمیان آنے والی عالیہ جسے چھمی بجیا کہتی ہے اور بڑی بہن کی طرح اُس کی خدمت کرتی ہے۔ اس کردار کے مضبوط ارادوں کی مثال ہے۔ باپ کی سزائے موت اور تہمینہ آپا کی خودکشی کو بھلا نہ سکنے والی عالیہ کو جمیل کی طرف مائل ہونے سے روکنے کی کوشش بھی انھی مضبوط ارادوں کا اظہار ہے۔ وہ عالیہ کی معصومیت اور مذکورہ بالا سانحات کے اثرات کا فائدہ اٹھاتی ہے اور جمیل کا وہ تاثر پیش کرتی ہے، جس سے وہ عالیہ اور جمیل میں فاصلے قائم رکھ سکتی ہے۔ وہ عالیہ سے کہتی ہے:

> ''آپ سے ملنے کا اتنا شوق تھا بجیا کہ بس کیا بتاؤں، چھمی بولی، بڑے چچا اور بڑی چچی آپ کی بڑی تعریف کرتے تھے آپ پڑھی ہوئی ہیں نا۔ اسی لیے بڑے چچا تہمینہ آپا سے جمیل بھائی کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ میں تو جاہل ہوں نا بجیا۔۔۔ پتہ نہیں آج جمیل بھیا کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ کو دیکھ کر ان میں کچھ شان آگئی ہے بجیا۔ ویسے تو یہ حال تھا کہ میرے بغیر کوئی کام نہ ہوتا'' چھمی نے ترچھی نظروں سے جمیل بھیا کو دیکھا۔''(۱۱)

چھمی جمیل بھیا کے ارادوں کو بھانپ کر اس احساس کی نفی کرنے پر آمادہ ہے جو اُسے عالیہ سے جوابی محبت کی صورت میں ملے۔ وہ تہمینہ آپا کی موت اور عالیہ کے اس سانحے سے جڑے جذبات سے واقف ہے اور اس خلیج کو مزید بڑھانا چاہتی ہے۔ جہاں عالیہ تہمینہ کی موت کے ذمہ داران میں جمیل کو بھی شامل کیے ہوئے ہے۔

چھمی کا کردار ناول کی کہانی کا جاندار اور غالب کردار ہے۔ اس کے کردار میں متنوع صورتِ حال جاذبیت پیدا کرتی دکھائی دیتی ہے۔ نجمہ پھپھو کی خدمت میں جُت کر وہ عالیہ کو نظر انداز کرتی ہے تو عالیہ کو یہ احساس دلانے کی کوشش کرتی ہے کہ اُس کی شخصیت میں ایسا کوئی سحر نہیں جو چھمی کو عالیہ سے باندھے رکھے۔ یہ شعوری کوشش

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس حد تک کامیاب ہے کہ عالیہ اسے چھمی کی معصومیت اور مرعوبیت سمجھتی ہے۔اس معصومیت سے چھمی کی محرومی اور جمیل کی محبت کی داستان پر اعتبار بڑھ جاتا ہے۔ جمیل کی ہر کوشش کے سامنے چھمی کا بیانیہ ہے جو عالیہ کو بڑی معصومیت میں سنایا گیا ہے۔

چھمی کے کردار میں ایک اور موڑ تب آیا جب اس کی مرضی کے خلاف شادی طے کر دی گئی۔گھر بھر اس بات پر پریشان تھا کہ نجانے یہ لڑکی کیا تماشا کھڑا کرے گی۔وہ اس موقع پر دوپٹہ اوڑھتے ہوئے جمیل کو دیکھتی ہے تو خاموشی سے دوپٹہ اوڑھ لیتی ہے۔یہ سمجھوتہ نہیں بلکہ اس کے قول کی تصدیق تھی کہ ہم اس سے محبت کریں گے جو ہم سے محبت کرے گا۔اس نے جمیل کو اس طرح دیکھا اور اس کی آنکھوں میں سپاٹ پن دیکھ کر گویا اعلان کیا کہ ہمیں بھی کسی کی پروا نہیں۔

چھمی کا کردار ناول کا انتہائی جاندار اور غالب کردار ہے۔وہ ناول کی کہانی کو اپنی حرکات و سکنات سے موڑتی نظر آتی ہے۔اس حوالے سے اس کے دو خط اس کردار کی تفہیم و تعبیر میں اہمیت کے حامل ہیں۔ چھمی کو عالیہ کے پاکستان جانے کی خبر ملی تو خط لکھ کر کچھ ایسے جذبات کا اظہار کیا:

> ''چھمی کا خط آیا تھا۔اس نے کیا لکھا ہے عالیہ؟''بڑی چچی نے پوچھا۔
>
> ''اُس نے لکھا ہے کہ پاکستان جانا مبارک ہو۔ضرور جایئے۔اس پاک سرزمین کو میری طرف سے چومیے گا اور مجھے وہاں کی تھوڑی سی مٹی بھیج دیجیے گا۔میں اسے اپنی مانگ میں لگاؤں گی، میں بدنصیب تو وہاں بھی نہیں جا سکتی اور سب دعا سلام لکھی ہے۔''(۱۲)

چھمی کا یہ خط اس کی محرومی کا مظہر نظر آتا ہے۔وہ محرومی جو بچپن سے اس کے ساتھ تو چلی تھی اور ہمیشہ ساتھ رہی۔اس محرومی میں لپٹی تحریر پر عالیہ کا یقین کرنا فطری عمل ہے۔ مگر اس کا دوسرا خط اس پہلے خط میں بیان کردہ محرومی کو فتح مندی کے احساس میں بدلتا دکھائی دیتا ہے۔وہ اس خط میں محرومی کی آڑ میں جمیل اور اپنے درمیان حائل عالیہ کے جانے کی تصدیق سے سرشار ہے۔وہ دوسرے خط میں اس خط کی نفی کرتی ہے اور اپنی بدنصیبی کے بیان کردہ قصے کو جھٹلاتی ہے:

> ''بجیا میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ میں اس لیے پاکستان نہیں گئی تھی وہ ظالم مجھے اتنی دور لے جا رہے تھے جہاں سے پلٹ کر میں جمیل کو نہ دیکھ سکتی۔وہ ظالم لوگ مجھ سے سب کو چھینے لے رہے تھے۔''(۱۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان دونوں خطوط کی عبارت چھمی کے کردار کو واضح کرتی ہے۔وہ چھمی جو جمیل سے محبت کرتی ہے اور اس محبت میں باغیانہ روپ صرف اس لیے دھارتی ہے کہ بڑے چچا کے مقابل جمیل کی حمایت سے اپنی محبت ثابت کر سکے۔عالیہ کو جمیل کی فطرت سے آگاہ کرنے کے لیے تہمینہ سے منگنی اور عالیہ کی محبت کو اس کے لالچ سے تعبیر کرتی ہے۔وہ جمیل کو کم ظرف دکھا کر عالیہ کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کامیاب دکھائی دیتی ہے۔برصغیر کے ماحول میں اس محبت پر میاں سے طلاق اور اپنی بیٹی سے باپ کا سایہ چھین لینے سے بھی گریز نہیں کرتی۔چھمی کا کردار مجموعی ماحول سے بغاوت کرتا ہوا غیر روایتی کردار ہے۔ناول ''آنگن''میں اپنے عوامل سے کہانی کو نیا موڑ دینے میں یہ کردار اپنا ثانی نہیں رکھتا۔چھمی کا کردار اس ناول کا سب سے جاندار کردار ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر نیلم فرزانہ لکھتی ہیں:

> ''ناول میں چھمی کا کردار نمایندہ کردار کی حیثیت سے سامنے نہیں آیا۔وہ ایک انوکھا اور منفرد کردار ہے۔''(۱۴)

بصد احترام اگر ناول کو محبت کی کہانی قرار دیا جائے تو نمائندہ کردار عالیہ،اگر تہذیبی کہا جائے تو اسرار میاں،اگر سیاسی منظرنامے سے تعبیر کیا جائے تو جمیل جو نظریات پر سمجھوتہ کر کے آنگن سنبھالتا ہے مگر یہ ناول ایک عہد کا عکاس ہے۔اس عہد میں معاشی،معاشرتی اور سیاسی رویے انسانی حسیات پر پروان چڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔انسانی حسیات میں غیر روایتی عوامل کا یہ کردار دوسرے تمام کرداروں پر بھاری ہی دکھائی نہیں دیتا بلکہ اپنے تاروپود سے کہانی کو مہمیز کرتا ہے۔چھمی کے کردار سے ہی ناول کی دل چسپی قائم ہے۔ناول سیاسی سمجھ لیا جائے تو عالیہ اور اس کی والدہ کی ہجرت ہی نقطۂ اختتام تھا۔اگر محبت کی کہانی پر محمول کر کے دیکھا جائے تو عالیہ کی جمیل سے دوری پر خاتمے کا اعلان ہو جاتا،مگر ایسا نہیں ہے۔انسانی جذبات واحساسات میں تمام کرداروں کا منطقی انجام اسے انسانی جذبوں کی شکست وریخت سے تعبیر کرتا ہے جہاں چھمی کا کردار بلاشبہ سب سے اہم،جاندار اور منفرد کردار بن کر سامنے آتا ہے۔

بلاشبہ ناول ''آنگن'' کے دونوں کردار 'اسرار میاں' اور 'چھمی' معاشرتی اور حِسیاتی تناظر میں جاندار اور اہم کردار ہیں جو ناول میں دل چسپی،جدت اور تازگی کی علامت ہیں اور اسے مخصوص،سیدھا اور سپاٹ ناول بننے سے روکتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ احمد ندیم قاسمی، میرے ہم سفر، لاہور، اساطیر، ۲۰۰۴ء، ص ۳۱

۲۔ جنگ، روزنامہ، لاہور، ۱۳ جولائی ۲۰۲۲ء، ادبی صفحہ

۳۔ شمیم ظفر رانا، پاکستان کی نمائندہ افسانہ نگار خواتین، فیصل آباد، رانا پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص ۶۷

۴۔ ممتاز احمد خاں، ڈاکٹر، آزادی کے بعد اردو ناول، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۶ء، ص ۶۰

۵۔ مجید بیدار، ڈاکٹر، ناول اور متعلقاتِ ناول، حیدرآباد، نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۹ء، ص ۸۵

۶۔ عبدالقادر سروری، دنیائے افسانہ، دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، ۲۰۱۷ء، ص ۶۲

۷۔ خدیجہ مستور، آنگن، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء، ص ۲۷

۸۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، مضمون: آنگن پر ایک نظر، مشمولہ: فنون، خدیجہ مستور نمبر، لاہور، جنوری فروری ۱۹۸۴ء، ص ۳۴

۹۔ محمد عارف، ڈاکٹر، اردو ناول اور آزادی کے تصورات، لاہور، پاک کوآپریٹو سوسائٹی، ۲۰۰۶ء، ص ۶۰

۱۰۔ خدیجہ مستور، آنگن، ص ۱۲۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۰۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۱۳

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۴۱

۱۴۔ نیلم فرزانہ، اردو ادب کی خواتین ناول نگار، لاہور، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۲ء، ص ۲۴۴